رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

ہر سوموار اور جمعرات کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر :- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۳ شعبان سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۸۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء درس قرآن کریم دیتے ہوئے سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ کی آیت ویسئلونک عن الروح کی لطیف تفسیر فرمائی ۔ اور بتایا روح کے معنی الہام کے ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا ہے کہ لوگ الہام کے متعلق پوچھتے ہیں کیا ہے ۔ کہدو اللہ کا پیدا کردہ علم ہے اور اسکی ضرورت یہ ہے ۔ کہ ما اوتیتم من العلم الا قلیلاً ۔ تمہارا علم کم اور ناقص ہے تم چونکہ اپنے علم کے ذریعہ خدا تک نہیں پہنچ سکتے اسلئے الہام نازل کیا جاتا ہے ۔

پھر اگر روح کے معنے وہی چیز لئے جاویں جس سے انسان زندہ رہتا ہے تو یہ معنی ہونگے ۔ کہ روح کوئی ابدی چیز نہیں ہے ۔ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی خدا کی پیدا کی ہوئی ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ انسان کو بہت تھوڑا علم ہوتا ہے اگر روح ابدی ہوتی تو چاہیئے تھا کہ شروع سے ایکر اسوقت کی تمام باتوں کا

اخبار احمدیہ

مفتی محمد صادق صاحب کا صحیح پتہ

میں نے اپنے بعض خطوط میں اپنا پتہ لکھنے میں غلطی کی ہے غالباً نمبر غلط لکھا گیا ہے ۔ اسواسطے صحیح پتہ چھپوایا جاتا ہے ۔ اور وہ یہ ہے :-

MUFTI MOHAMMAD SADIQ

C/o. MR. M. ROSANTHALL.

68 W. 116 STREET.

NEW YORK, N.Y. (U.S. AMERICA.)

رمضان میں درس قرآن

احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ حضرت مولانا مولوی حافظ روشن علی صاحب اس رمضان میں ہر روز نماز ظہر کے بعد عصر تک قرآن شریف کا درس دیا کرینگے ۔ کوشش کی جائیگی کہ تمام قرآن شریف رمضان میں ختم کیا جائے جو دوست بیرونجات سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ قادیان میں تشریف لاکر مستفید ہو سکتے ہیں ۔

رحیم بخش ایم اے ناظر تالیف و اشاعت قادیان

مکرر آنکہ یہ پتہ عارضی ہے ۔ مستقل پتہ انشاء اللہ کوئی مکان لینے پر مقرر ہو سکیگا ۔ عاجز تاحال رکا پڑا ہے لیکن اپیل میں نصف سے زیادہ باتوں پر میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے اور باقی باتوں پر بھی انشاء اللہ امید ہے جلد عاجز کے حق میں فیصلہ ہو کر ملک میں تبلیغی کام کرنے کی اجازت حاصل ہو جائیگی ۔ احباب ازراہ عنایت دعائیں کرتے رہیں ۔ اگر کوئی صاحب کوئی ضروری خط غلط پتہ پر لکھ چکے ہوں تو دوبارہ خط لکھیں ۔

عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ ۔ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء از امریکہ

مباحثہ قصور

سید دلاور شاہ صاحب سکرٹری تبلیغ لاہور لکھتے ہیں۔ ۳۰ مئی چار بجے کے وقت جناب حافظ روشن علی صاحب اور جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قصور پہونچے۔ حضرت حافظ صاحب کے آنے پر مخالفین کو رقعہ تحریر کیا گیا۔ کہ ہمارے مناظر پہونچ گئے ہیں۔ آپ اپنے مناظرین کے نام اور وقت اور مقام سے اطلاع دیں۔ اس کے جواب میں رقعہ آیا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے کہلا بھیجا کہ تحریر کی بجائے زبانی شرائط طے ہو جائیں۔ چنانچہ خاکسار راقم بمعیت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب و مرزا افضل بیگ صاحب مولوی عبدالقادر صاحب وکیل کے مکان پہنچے رات ایک بجے تک وہاں گفتگو ہوئی۔ انھوں نے نئی شرائط پیش کرنی شروع کیں۔ مثلاً یہ کہ حکم ہو۔ فہرست کتب مسلّمہ کی احمدی بنا کر دیں۔ اور غیر احمدی کوئی فہرست نہ دینگے وغیرہ۔

دوسرے دن پھر سلسلہ گفت و شنید شروع ہوا۔ اور انہوں نے اپنی مسلمہ کتب حدیث کو صرف صحاح ستہ تک محدود کیا۔ مگر تقسیم اوقات کا جھگڑا ڈال دیا۔ حالانکہ رات کی بحث میں وہ تسلیم کر چکے تھے۔ کہ ثبوت اسلام حضرت مسیح موعود میں احمدی مدعی ہیں۔ اور اول اور آخری تقریر کا حق ان کو حاصل ہے۔ مگر صبح اس سے انکار کر کے از سر نو بحث شروع کر دی۔ آخر ہم نے انہی کی بات مان لی۔ مگر انھوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ اور ساتھ ہی تقسیم اوقات کا جھگڑا ڈال دیا۔ کہ طرفین کے مناظر دس دس پندرہ پندرہ منٹ بولیں۔ مگر انھوں نے بالآخر اس سے بھی انکار کر دیا۔

پھر مرزا ناصر علی صاحب پلیڈر۔ خان صاحب فرزند علی صاحب اور ایسے ہی دیگر معزز احباب کو از سر نو زبانی گفتگو کے لئے بھیجا گیا مگر غیر احمدیوں سے کوئی شرط طے نہ کی آخری رقعہ میں ہم نے قریباً ان کی تمام شرائط مان لیں۔ مگر افسوس کہ وہ انکار ہی کر گئے۔ انھوں نے ہمارے آخری رقعہ کا جواب نہ دیا۔ اور اپنے لیکچروں کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ دو بجے لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ہم تمام احمدی جو وہاں موجود تھے۔ ان کے جلسہ میں گئے۔ اور وہاں جا کر پبلک کے سامنے اعلان کیا کہ ہمارے فرار کا جو اعلان کیا جاتا ہے۔ غلط ہے۔ ہم اس جگہ بحث کے لئے حاضر ہیں مگر انھوں نے وقت نہ دیا۔ بلکہ کہا کہ ہم تمہیں وقت نہیں دے سکتے۔ اگر عام سامعین کی طرح سننا ہو تو سنو ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ ہم تو بحث کیلئے جس کا آپ نے چیلنج دیا ہوا تھا آئے ہیں۔ مگر جب وہ نہ مانے تو ہم واپس آ گئے۔ ہمارا ایک آدمی وہاں پر ان کے لیکچر کے نوٹ لیتے۔ اور ان کی افتراؤں کی تردید کے متعلق انعقاد جلسہ کا اعلان کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔ اصل میں اس گریز کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے بڑے بڑے مولویوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اور کوئی مولوی بحث کے قابل تھا نہیں جب ان کا جلسہ ہو رہا تھا۔ انھوں نے اعلان کیا کہ احمدی ہم سے بحث نہیں کرتے۔ بلکہ بھاگ گئے ماسٹر مولوی ظہور حسین احمدی جو ان کے جلسہ تقریر میں موجود تھے۔ بول اٹھے کہ یہ غلط ہے۔ احمدی تو آئے ہی اس غرض سے ہیں۔ آپ لوگ ہی کوئی بات نہیں مانتے۔ جب یہ آواز بلند ہوئی۔ تو وہ کچھ آمادہ ہوئے۔ آخر بیس بیس منٹ تقریر کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔ غیر احمدیوں کے مناظر مولوی محمد علی صاحب ساکن لکھنو کے اور ہمارے مناظر مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تھے۔ مولانا نے بتایا کہ مرزا صاحب کے اسلام میں کیسے شک ہو سکتا ہے جبکہ ان کے تمام کام مسلمانوں کے سے تھے اور ان میں وہ تمام باتیں تھیں۔ جو ایک مسلمان میں ہوتی ہیں۔ اصل وجہ ان کے متعلق شور کی ان کا دعویٰ ہے۔ ورنہ قبل از دعویٰ تو علماء ان کو اولیاء اللہ سے مانتے تھے۔ پھر آپ نے مسیح موعود کے دعویٰ کا ثبوت دیا۔ جب ہمارا مناظر کھڑا ہوتا تھا۔ تو شور و ہنگامہ ہوتا اور گالیوں کا مینہہ برستا تھا۔ چند منٹ میں وہ تھمتا تو تقریر شروع ہوتی پھر درمیان میں لوگ بول پڑتے۔ آخر مناظرہ ختم ہوا۔ ایک ہندو وکیل جس کو غیر احمدی اپنے دینی مسائل کا حکم مانتے تھے۔ کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ اگر مسلمانوں کی حکومت ہوتی اور میں جرنیل ہوتا۔ تو بغیر فتوےٰ قاضی میں مرزا صاحب کو قتل کر دیتا۔ مرزا صاحب کی حفاظت خدا نے نہیں کی بلکہ تعزیرات ہند نے کی۔ مرزائی اس کا ثبوت دیں یا سیر بنیں؟ مولانا حافظ روشن علی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا۔ ابھی ثبوت دو یا آپ کی تقریر کے بعد لوگوں نے کہا۔ ہم آپ کی بات بعد سنینگے حافظ صاحب بعد میں کرسی پر کھڑے ہو گئے۔ اور لو تقول کی آیت پڑھ کر بتایا کہ یہ غلط ہے کہ تعزیرات ہند کسی کی حفاظت کر سکتی ہے۔ کیونکہ تعزیرات ہند کے ہوتے ہوئے لوگ قتل ہوتے ہیں۔ جس کی شہادت ہندوؤں کے گھر میں موجود ہے۔ لوگوں نے اس تقریر میں بھی شور ڈال دیا۔ بہرحال مباحثہ ختم ہوا۔ بعض لوگ مکان پر آئے۔ ان سے بھی گفتگو ہوتی رہی۔ مگر پبلک جو صاحب انک لعلی خلق عظیم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے مدعی علماء کی تربیت یافتہ ہے۔ اس نے وہاں کیا سلوک کیا۔ مختصراً یہ کہ جب ہمارے لوگ نماز پڑھتے۔ تو ان پر اینٹ پتھر پھینکے جاتے۔ کہیں چلتے پھرتے۔ تو گالیاں دی جاتیں اور اگر کوئی احمدی نکلتا تو ان کے ساتھ ہو لیتے۔ کہ کچھ خریدنے چلا ہے۔ اگر کہیں کچھ خریدنے لگتا۔ تو فوراً دوکاندار کو روک دیتے۔ لیکن شرفاء ہر جگہ ہوتے ہیں۔ قصور میں بھی بعض شرفاء نے احمدیوں سے اچھا سلوک کیا۔ جس کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔

عظیم الشان خوشخبری

امریکہ میں احمدیہ مشن کا قیام

احباب یہ سنکر نہایت خوش ہونگے کہ مکرمی مفتی صاحب کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ہے اور تمام روکیں دور ہو گئی ہیں۔ فالحمد للہ

خاکسار رحیم بخش ایم۔ اے۔ ۱۱ شوال

اطلاع بعیت

مندرجہ ذیل اشخاص کی طرف سے جو بعیت کے خطوط موصول ہوئے تھے انکے جواب میں منظوری کے خطوط لکھے گئے مگر پتہ ٹھیک نہ ہونیکی وجہ سے خطوط واپس آ گئے ہیں۔ اسلئے بذریعہ اخبار ان کی بعیت کی قبولیت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ خاکسار رحیم بخش ایم۔ اے

۱۔ محمد اسمٰعیل ولد جانن۔ ڈاک خانہ بنہ

۲۔ شیر علی خان موضع کیرانگ۔ پوسٹ آفس کھوریہ

۳۔ نور الدین ع ۱۹۲۳ کیمپ ع ۸ کیمپ عیدک براستہ بنوں

۴۔ مرزا حاجی چھاؤنی فیروزپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۳ - مئی سنہ ۱۹۲۰ء

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک غلط بیانی کی تردید

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

معزز اخبار روزانہ آفتاب میں "مرزا بشیر الدین محمود احمد سے قطع تعلق" کے عنوان کے نیچے ایک صاحب کا خط شائع ہوا ہے۔ جنھوں نے اپنا نام مستری عمر بخش اور پتہ انجن ڈرائیور کوہاٹ بتایا ہے۔ یہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انھوں نے ۱۷۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں میری بیعت کی تھی۔ اور مدت تک میرے وعظ اور خطبات آپ مطالعہ کرتے رہے لیکن مجھے اپنی خواہشات پر اسلام کو قربان کرنے والا دیکھ کر انہیں مجھ سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ جس کا وہ اخبار آفتاب کے ذریعہ اعلان کرتے ہیں۔ اس نفسانیت کی ایک مثال وہ یہ لکھتے ہیں۔ کہ ان کو میری طرف سے تحریک کی گئی کہ وہ مسئلہ خلافت سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کریں۔ تاکہ گورنمنٹ خوش ہو کر مجھے تو کونسل کا ممبر نامزد کر دے اور میرے چھوٹے بھائی کو قادیان کا آنریری مجسٹریٹ بنادے۔ آخر میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک سو پچاسی روپیہ سات آنے برائے اشاعت اسلام ارسال کئے تھے۔ وہ خلافت کمیٹی بمبئی کو ادا کردئے جاویں۔ کیونکہ وہ اپنا روپیہ تخریب اسلام میں خرچ نہیں کرنا چاہتے۔

اس خط کو پڑھ کر اس کے لکھنے والے اور اس کے شائع کرنے والے دونوں صاحبوں پر مجھے تعجب ہوا لکھنے والے صاحب پر اس لئے کہ انھوں نے اس قسم کے افتراؤں سے کام لیا ہے۔ جن کا پوشیدہ رہنا بالکل محال تھا۔ اور شائع کرنیوالے صاحب پر اسلئے کہ باوجود ایک شریف اور معزز آدمی ہونے کے اور صاحب تجربہ ہونے کے انہوں نے اس قسم کی تحریر بلا کسی تحقیق کے شائع کردی۔

ہمارے لٹریچر سے واقفیت رکھنے والے اصحاب سے خواہ غیر احمدی ہوں یا احمدی۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بیعت کرنیوالوں کی فہرست باقاعدہ اخبار الفضل میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک رجسٹر میں سب بیعت کرنیوالوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ اس مضمون کے شائع ہونے پر اس فہرست کی پڑتال کرنے پر معلوم ہوا کہ ستمبر ۱۹۱۵ء میں کسی شخص نے جو اس نام یا اس پتہ کا ہو۔ بیعت نہیں کی۔ پس ان صاحب کا یہ تحریر فرمانا کہ انھوں نے ستمبر ۱۹۱۵ء میں بیعت کی تھی ایک افترا ہے۔ مگر چونکہ بہت دفعہ دفتر کی غلطی سے یا اور وجوہات سے بیعت کرنیوالوں کے نام اندراج سے رہ جاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ پیشتر اس کے کہ اس خط کا جواب لکھا جاوے۔ کوہاٹ کے سکرٹری انجمن احمدیہ سے اس کے متعلق دریافت کر لیا جاوے۔ کہ کیا اس نام کا کوئی احمدی وہاں ہے۔ اور اس غرض سے وہاں خط لکھوایا گیا۔ مولوی صدر الدین صاحب مولوی فاضل مدرس گورنمنٹ سکول کوہاٹ سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ نے اس خط کا جو جواب تحریر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نام اور پتہ کا کوئی احمدی وہاں نہیں ہے۔ بلکہ اس نام اور اس پتہ کا کوئی آدمی ہی کوہاٹ میں نہیں ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں "خاکسار بھی تقریباً ۱۶ ماہ سے یہاں ہے۔ اور اس سے پہلے بھی انجمن کوہاٹ کا وجود تھا۔ لیکن نہ میری موجودگی میں کوئی ایسا احمدی جماعت کا ممبر تھا اور نہ سابقہ کاغذات میں اس شخص کا نام درج ہے۔"

مگر اسی پر بس نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ لطیفہ ہے کہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ انھوں نے شہر میں تحقیقات کی کہ اس نام کا کوئی انجن ڈرائیور ہے بھی کہ نہیں۔ تو ان کو معلوم ہوا۔ کہ کوہاٹ میں چار جگہیں ہیں۔ جہاں انجن سے کام ہوتا ہے (۱) ریلوے سٹیشن (۲) ملٹری ورکس گودام۔ (۳) برف خانہ فوجی (۴) برف خانہ شہر کا متصل تحصیلی دروازہ۔ برف خانہ شہر بند ہے۔ وہاں اسوقت کوئی ملازم نہیں ہے۔ برف خانہ فوجی میں چار انجن ہیں اور چاروں پر اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ ریلوے سٹیشن اور ملٹری ورکس گودام بڑے محکمے ہیں وہاں کے کارکنوں سے بذریعہ تحریر دریافت کیا گیا۔ تو میاں نبی بخش صاحب غیر احمدی فورمین کوہاٹ ملٹری ورکس گودام نے تحریر فرمایا "کہ میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ کوہاٹ ملٹری ورکس میں بنام عمر بخش ڈرائیور انجن کا کوئی نہیں ہے۔" اسی طرح ریلوے سٹیشن کے ہیڈ کلرک میاں خیر الدین صاحب نے جو ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ جواب دیا کہ:-

"CERTIFIED THAT MISTRI UMER-BUKSH DRIVES IS NOT EMPLOY-ED IN ANY CAPACITY AT KOHAT."

اب اس تحقیقات کے بعد ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ نہ صرف یہ کہ یہ صاحب احمدی ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ان صاحب کا وجود ہی خیالی ہے۔ اور کسی شقی القلب انسان نے تمسخر کے طور پر جھوٹا خط بنا کر آفتاب کے ایڈیٹر کے نام ارسال کر دیا ہے۔

مندرجہ بالا تین دلائل کے علاوہ چوتھی دلیل اس خط کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے۔ کہ یہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وہ میرے مواعیظ اور خطبات۔ کو مدت تک پڑھتے رہے ہیں۔ اور میرے خطبات صرف اخبار الفضل میں شائع ہوتے ہیں۔ جس کے خریداروں میں اس نام کا کوئی شخص نہیں ہے۔ اور ہمارے اخبار ایجنسیوں کی معرفت فروخت نہیں ہوتے۔ کہ کہا جاسکے کہ یہ صاحب کسی ایجنسی سے اخبار خرید کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

پانچویں دلیل ان صاحب کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ انھوں نے لکھا ہے۔ کہ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں انھوں نے ایک سو پچاسی روپے سات آنے کی رقم اشاعت اسلام کے لئے بھیجی تھی۔ ہمارے ہاں باقاعدہ دفاتر ہیں۔ جہاں ایک ایک پیسہ کی رقم درج ہوتی ہے۔ جو منی آرڈر وغیرہ براہ راست محاسب کے نام آتے ہیں۔ وہ تو ان کے حسابات میں درج ہوتے ہی ہیں۔ اور جو میرے نام آویں وہ بھی خرچ

میرے ذاتی ہوں یا چندہ کے۔ دفتر محاسب میں جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ایک رجسٹر پر درج ہوکر پھر میرے پاس بغرض دستخط آتے ہیں۔ اور میرے دستخط کر دینے پر وہی دفتر ان کو وصول کرتا ہے۔ اور اگر کوئی میرا ذاتی روپیہ ہو۔ تو مجھے ادا کر دیتا ہے۔ ورنہ وہیں دفتر کے حسابات میں اس کو جمع کر لیتا ہے۔ ان تمام رجسٹرات میں اس نام کے کسی شخص کی کوئی رقم درج نہیں ہے بلکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے ڈاکخانہ سے بھی دریافت کیا گیا۔ کہ کیا اس نام کے کسی شخص کی کوئی رقم اس ماہ میں آئی ہے۔ تو انھوں نے انکار کیا۔

ان تمام شہادات کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ پبلک اس خط کے لکھنے والے کی شرافت اور انسانیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکیگی۔ اور اسے معلوم ہو جاویگا۔ کہ بعض لوگ تعصب میں اندھے ہو کر کس قدر ذلیل حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور ان جھوٹوں پر ہی قیاس کرکے وہ سمجھ سکیگی۔ کہ کونسل کی ممبری اور آنریری مجسٹریٹی کے حصول کا الزام بھی اسی قسم کے اتہامات میں سے ہے۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ کونسل کی ممبری کیا اس سے ہزاروں گنے بڑھ کر بھی کوئی دنیاوی عزت ہو تو وہ میری نظروں میں ایک تنکے کے برابر بھی قدر نہیں رکھتی مجھے اللہ تعالےٰ نے جو مقام دیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ گورنمنٹ یا کوئی اور گورنمنٹ مجھے دے ہی کیا سکتی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے خدمت اسلام کا موقعہ دیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہو سکتی ہے۔ کیا اسلام کا خادم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہونے سے بڑھ کر اور کوئی مقام ہے جس کے حصول کے لئے انسان کوشش کر سکتا ہے؟ پھر جسے وہ حاصل ہو۔ یا کم سے کم وہ خیال کرتا ہو۔ کہ اسے وہ مقام حاصل ہے۔ دنیاکی عزتیں اس کی نگہ میں جچ ہی کیونکر سکتی ہے۔ نادان انسان اپنے پر دوسروں کو قیاس کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ جس طرح میرا دل دنیا کی محبت سے پُر ہے۔ اسی طرح ہر ایک شخص اس محبت کے جذبات کا متوالا ہے۔ مگر آہ! اسے کیا معلوم ہے۔ کہ دنیا میں ایسے وجود بھی ہیں۔ جو اس دنیا کو مُردار سے زیادہ حقیر خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اسی قدر تعلق رکھتے ہیں۔ جس قدر تعلق رکھنے کے لئے شریعت اور احکام اسلام انہیں مجبور کرتے ہیں۔

بالآخر میں ان تمام لوگوں سے جو اپنے دل میں اسلام کا درد رکھتے ہیں۔ التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ اسلام کی موجودہ حالت پر غور کریں اور سوچیں۔ کہ کیا یہی ذرائع ہیں۔ جن سے اسلام ترقی کر سکتا ہے۔ مانا (گو یہ غلط ہے) کہ میں اور میری جماعت ترکوں کی دشمن ہے۔ مانا (نعوذ باللہ من ذالک) کہ ہم اپنے فوائد پر اسلام کو قربان کر رہے ہیں لیکن کیا اگر ہم گندے ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ آپ لوگ بھی گندے ہو جاویں۔ کیا اگر ہم جھوٹے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو بھی جھوٹ بولنا شروع کر دینا چاہیئے اگر ہم لوگ فریب کرتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو بھی فریب سے کام لینا چاہیئے؟ کیا اسلام کی ترقی نعوذ باللہ من ذالک بغیر جھوٹ اتہام اور فریب کے نہیں ہو سکتی اے کاش! آپ لوگ سمجھتے۔ کہ اسلام ان تدبیروں کا محتاج نہیں۔ جھوٹ اپنے قیام کے لئے جھوٹ کا محتاج ہوتا ہے۔ مگر سچ اپنی ترقی کے لئے سچ کے سہارے کے سوا اور کوئی سہارا نہیں چاہتا۔ وہ سچ ہی کیسا جس کی تائید کے لئے جھوٹ بولنا پڑے اور وہ حق ہی کیا ہے۔ جس کی مدد کے لئے باطل کو بلانا پڑے۔ کیا وہ بھی خدا کہلا سکتا ہے۔ جو اپنی مدد کے لئے بُتوں کو بلا دے۔ اور وہ بھی زندہ کہلانے کا مستحق ہے۔ جو لاشوں کے پیچھے چھپکر اپنی جان بچاوے۔ اے کاش! آپ لوگ محسوس کرتے۔ کہ اسلام خود گرنیوالی چیز نہیں۔ گرنیوالے مسلمان ہیں۔ اور ان کے گرنے کی وجہ صرف اسلام کو چھوڑ دینا ہے۔ وہ صدق و سداد کا راستہ جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا۔ جب مسلمانوں نے چھوڑ دیا۔ تب وہ درندوں کا شکار ہوئے اور وحشیوں کے پاؤں کے نیچے روندے گئے۔ اب اس مصیبت سے نکلنے اور اس دکھ سے نجات پانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ پھر وہ ان اخلاق کو اختیار کریں اور ان اصول کو محکم پکڑیں۔ جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اور جن کو لیکر قرآن کریم عرش عظیم سے نازل ہوا۔ عذاب تو خشیۃ اللہ پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پھر اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ جو عذاب الٰہی کے نزول کے وقت بھی بجائے خدا کے آگے جھکنے اور راستی کو اختیار کرنے کے تمسخر اور جھوٹ کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور اسی کو اپنا شعار بناتی ہے۔ کاش! آپ لوگ سمجھتے۔ کہ انگارے سے بچنے کے لئے آگ میں نہیں کودتے۔ اور بھیڑئے سے محفوظ ہونے کے لئے شیر کی غار میں نہیں گھستے کوئی نہیں جو بارش سے بھاگ کر سمندر میں جا گرتا ہو۔ اور ہوا سے ڈر کر بگولے کو جا لپٹتا ہو۔ پھر آپ لوگوں کو کیا ہوا۔ کہ دنیا کی مصائب سے تنگ آکر ان راہوں پر قدم مارنے لگے۔ جو روحانیت سے دُور لے جانیوالی اور خدا سے بعید کر دینے والی ہیں۔ اگر دنیا نے آپ کو دھکا دیا تھا۔ تو کیا آپ کے لئے ایک ہی راہ کھلی نہ تھی کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے اور اس کے آگے مردہ کی طرح اپنے آپ کو ڈالدیتے اور ہر ایک گند سے اپنے آپ کو پاک کر دیتے۔ اور جھوٹ اور فریب اور تمسخر اور ایذا رسانی سے ایسے دور ہو جاتے۔ کہ گویا اس سے کبھی کسی قسم کا تعلق ہوا ہی نہیں۔ اور خشیت اللہ کے آثار آپ کے چہروں سے نمایاں ہوتے۔ اور محبت الٰہی کا نور آپ کی پیشانیوں سے ٹپکنے لگتا۔ تب خدا کی محبت کا ہاتھ آپ کو کھڑا کر دینے کے لئے آپ کی طرف بڑھتا۔ اور اس کے رحم کی آواز آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے بلند ہوتی۔ اور اس کی رحمت کا سایہ آپ کے اوپر چھا جاتا۔ اور پھر اس کی غیرت بھڑکتی۔ اور آپ کے دشمنوں کو خس و خاشاک کی طرح جلا کر راکھ کر دیتی۔ اسلام پہلے بھی صداقت کے زور سے بلند ہوا اور اب بھی اسی کے ذریعہ سے ترقی کریگا۔ جھوٹ مٹایا جاویگا۔ خواہ مسلم کی زبان پر ہو خواہ کافر کی زبان پر۔ باطل کچلا جاویگا خواہ ایمان کے جبہ میں ظاہر ہو یا کفر کے کوٹ میں۔ پس جھوٹ کو چھوڑ دو اور حق کو اختیار کرو تا خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہو۔ اور اس کا غضب تمہارے خلاف نہیں بلکہ تمہاری تائید میں بھڑکے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار مرزا محمود احمد

جناب مفتی صاحب پر پیغام کا ناپاک حملہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ میں تبلیغ اسلام کرنے میں جو رکاوٹ پیش آئی ہے اس کے متعلق جہاں ہندو اور آریہ اخبارات نے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور ہماری اس رائے کی تائید کی ہے۔ کہ اگر امریکہ مسلم مشنری کو تبلیغ اسلام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ تو ہندوستان میں امریکن مشنوں کو بھی تبلیغ عیسائیت کی اجازت نہ ہونی چاہیئے۔ وہاں ان لوگوں کے اخبار کو دیکھئے جو اپنے آپ کو احمدی کہتے اور حضرت مسیح موعود کے سچے متبع بنتے ہیں کہ وہ مبلغ اسلام جناب مفتی صاحب کے متعلق کیا لکھتا ہے:۔

"خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ثابت کر دیا کہ مفتی صاحب کی اندرونی حالت کیا ہے اگر تعداد ازدواج اسلام کا مسئلہ تھا۔ تو اس کی اشاعت سے توبہ کر کے بھی اجازت نہیں ملتی کیوں اس میں کیا راز ہے سے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو"

یہ ہیں وہ الفاظ جو پیغام نے مفتی صاحب کے متعلق شایع کئے ہیں۔ ناظرین کرام ان کو پڑھیں اور ان لوگوں کے بغض و عناد عداوت اور دشمنی کا اندازہ لگائیں۔ جن کی طرف سے کبھی کبھی یہ آواز بلند ہوا کرتی ہے۔ کہ ہم صلح کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آہ! بے جا مخالفت میں ان لوگوں کے سینے کیسے سیاہ اور دل کیسے پتھر ہو گئے ہیں مفتی ہاں وہ مفتی جس کے متعلق خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی یہ شہادت ہے کہ

"وہ ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن جوان صالح اور ہر یک طرح سے لائق ہے۔ جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں یعنی مفتی محمد صادق بھیر وی"

وہ مفتی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اشاعت اسلام کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے اور حضرت مسیح موعود کا نام پھیلانے کے لئے تن تنہا ہزارہا میل کا سفر طے کر کے امریکہ جاتا ہے اور جیسا کہ ہمیشہ سے حق و صداقت کی اشاعت کرنیوالوں کے رستہ میں مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی رہی ہیں ان کو بھی پیش آئی ہیں تو بجائے اس کے کہ ان احمدی کہلانیوالوں کے دل میں ہمدردی پیدا ہوتی ان کے اخبار میں مفتی صاحب کے متعلق ایسے الفاظ شائع ہوتے ہیں جو نہایت ہی بیہودہ ہیں آہ! اس موقعہ پر ایک غیر احمدی ایک آریہ ایک ہندو تو مفتی صاحب سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور امریکہ کے فعل کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن غیر مبائعین کے گھروں میں مفتی صاحب کو مشکلات میں دیکھ کر خوشی کے شادیانے بجنے لگ جاتے ہیں اور وہ اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اپنی بد باطنی کا ثبوت دیتے ہوئے امریکہ کی رکاوٹ ڈالنے کو خدا کی فعلی شہادت قرار دیکر جناب مفتی صاحب کی نیت پر بھی حملہ آور ہوتے ہیں۔ اگر کسی مبلغ اور مشنری کے رستہ میں کسی روکاوٹ کا آجانا "خدا کی فعلی شہادت" ہوتی ہے جس سے اسکی "اندرونی حالت" کا پتہ لگ جاتا ہے تو ہم ان مشکلات اور رکاوٹوں سے قطع نظر کر کے جو رسول کریم اور آپ کے صحابہ کرام کو اشاعت اسلام کے رستہ میں پیش آئیں۔ غیر مبائعین سے ان کے گھر ہی کے متعلق پوچھتے ہیں ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا چند ہی دنوں کی بات ہے کہ پیغام میں مولوی محمد علی صاحب کے متعلق شایع ہوا تھا کہ:۔

"فیروز پور کے قریب ایک موضع مصری والا ہے احباب فیروز پور کی فہمائش پر آپ بغرض لیکچر وہاں تشریف لے گئے لیکن افسوس کہ متعصب ملانوں نے اس لیکچر سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اور عین دوران لیکچر میں جو مسئلہ وفات مسیح ابن مریم پر تھا شور مچانا شروع کر دیا تاکہ غیر احمدیوں پر کہیں اثر نہ پڑ جائے"

پیغام اپنے ان الفاظ کو سامنے رکھ کر بتائے کہ اگر امریکہ کا جناب مفتی صاحب کو اشاعت اسلام سے روکنا ان کی اندرونی حالت کے متعلق خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے تو مولوی محمد علی صاحب کے لیکچر میں مخالفین کا شور مچانا کیوں ان کی اندرونی حالت کے متعلق خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نہیں اور کیوں غیر احمدیوں کی ہاں میں ہاں ملا کر پر بھی مولوی محمد علی صاحب سے یہ سلوک کیا گیا۔ کیا اس میں بھی یہی راز ہے کہ سے کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو

اگر جناب مفتی صاحب کو ہزارہا میل کے فاصلہ پر تن تنہا جا کر اشاعت اسلام کے رستہ میں مشکلات کا پیش آنا ان کی اندرونی حالت پر خدا کی فعلی شہادت ہے تو مولوی محمد علی صاحب کا "احباب فیروز پور کی فہمائش" سے مجبور ہو کر اپنے گھر سے چند میل کے فاصلہ پر اپنے ساتھیوں سمیت جانا اور ان کے لیکچر میں مخالفین کا روکاوٹ ڈالنا بدرجہ اولیٰ ان کی اندرونی حالت کے متعلق خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت قرار دی جا سکتی ہے اور وہ مندرجہ بالا مصرعہ کے پورے پورے مصداق سمجھے جا سکتے ہیں۔ کیا پیغام اس پر غور کریگا اور اپنے مقرر کردہ اصول کے ماتحت مولوی محمد علی صاحب کی اندرونی حالت معلوم ہو جانے پر ان کی اصلاح کی کوشش کریگا اس موقعہ پر ہم پیغام سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر امریکہ نے جناب مفتی صاحب کو ان کی "اندرونی حالت" کی وجہ سے روکا تھا جس کے ثبوت میں "خدا کی فعلی شہادت" موجود تھی تو پھر لاہور میں جلسہ کر کے مولوی محمد علی صاحب نے "امریکہ کے اس نارو ارویہ کے خلاف اظہار ناراضگی" کا ریزولیشن کس منہ سے پیش کیا انہیں تو چاہیئے تھا کہ امریکہ کی تائید میں جلسہ کرتے اور لوگوں کو بتاتے کہ امریکہ کا یہ رویہ ناروا نہیں بلکہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ مفتی صاحب کی نیت اچھی نہ تھی ورنہ امریکہ ہرگز نہ روکتا اور اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ اگر نیت اچھی ہو تو امریکہ کے دروازے اشاعت اسلام کے لئے کھلے ہیں اپنے ساتھیوں میں سے کسی اچھی نیت والے کو فوراً امریکہ روانہ کر دیتے یا اگر ساتھیوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوتا تو خود ہی تشریف لے جاتے یہ کیا بیہودگی ہے کہ ایک طرف مفتی صاحب کی روکاوٹ کو ان کی اندرونی حالت کے نقص کا باعث کہا جاتا ہے اور دوسری طرف امریکہ کے خلاف اظہار ناراضگی کا ریزولیشن پاس کیا جاتا ہے اگر واقعہ میں مفتی صاحب کی نیت اچھی نہیں ہے تو پھر امریکہ پر ناراضگی کیسی کسی اچھی نیت والے کو بھیجدیا جائے یا مولوی محمد علی صاحب خود چلے جائیں تاکہ امریکہ انہیں اپنی آنکھوں پر بٹھالے۔ کیا پیغام مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیگا کہ وہ ایسا کریں ورنہ سمجھا جائیگا کہ جناب مفتی صاحب پر حملہ کرنا اس کی حد درجہ کی کمینگی اور بے غیرتی کا ثبوت ہے

گناہ (نہ چاہیئے)

میں نے اپنے ایک مضمون میں جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت کچھ لکھونگا بارہا چاہا مگر نظارت امور عامہ کے مختلف دھندوں نے ایسا کم فرصت و بے آرام کر دیا تھا کہ میں کچھ بھی نہ لکھ سکا۔ خیالات و افکار کو جمع و قلمبند کرنے کے لئے راحت و تنہائی نہایت ہی ضروری شرطیں ہیں۔

اس عنوان کے ماتحت میں یہ بتلاؤں گا کہ گناہ کیا ہے اور اس کا احساس انسان کے دل میں کیسے پیدا ہوا۔ گناہ کیا ہے؟ اس سوال کا سیدھا سادہ مختصر جواب یہ ہے۔ گناہ وہ عمل ہے جو انسان کو نہیں کرنا چاہیئے۔ احباب کو یاد ہوگا کہ پچھلے مضمون میں میں نے یہ بتلایا تھا کہ "چاہیئے نہ چاہیئے" کا معیار ہر ایک جماعت بشری کے نزدیک مختلف ہے جس فعل کو ایک قوم "نہ چاہیئے" تصور کرتی ہے اسی فعل کو ایک دوسری قوم "چاہیئے" سمجھتی ہے ایسی صورت میں ہم کیسے معلوم کریں کہ ان میں سے کس قوم کا تصور درست ہے کیا اس جماعت کا تصور نیک و بد قابل اعتبار و نمونہ ہے جو اپنی طبعی حالت میں ہی زندگی کے کسی ایک ادنیٰ مرحلے کو طے کر رہی ہے یا اس جماعت کا تصور جو ترقی کے ایک اعلیٰ زینے پر قدم رکھے ہوئے اوپر کو جا رہی ہے کیا اس جماعت کا تصور جس کی نظر پست ہے یا اس جماعت کا تصور جس کی نظر بلند ہے طبعاً ہر ایک یہی کہیگا کہ اس جماعت کا جو ترقی یافتہ مہذب و بلند نظر ہے۔ مشہور جرمن فلاسفر مسمی نیٹشز اسی نکتہ پر زور دیتے ہوئے یوں تفصیل کرتا ہے ایک حاکم و ترقی یافتہ قوم ہی ہے جو نیکی بدی کا معیار قایم کرتی ہے اور وہ جسے نیکی سمجھے وہ نیکی سمجھی جاتی ہے۔ اور جسے بدی کہے بدی شمار کی جاتی ہے مثلاً ایک محکوم انسان اپنے آقا کے سامنے اس کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اور خوف کے وقت بھاگ کر اپنی جان بچاتا ہے لیکن اس کا آقا جو ایک مقتدر انسان ہے اس کے پہلے فعل کو تملق و جھوٹ اور دوسرے فعل کو بزدلی سمجھ کر طبعاً نفرت کرتا ہے کیوں اس لئے کہ خود وہ قوی و حاکم ہے اور یہ فعل کمزوری کی نشانی ہیں قوت و ضعف میں ایک ضد ہے آپس میں جمع نہیں ہو سکتیں پس اگر اسے کسی کی بے جا تعریف و چاپلوسی یا یونہی ہاں میں ہاں ملانے یا کسی دشمن سے مقابلہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ تو وہ ان کے کرنے سے انکار کر دیگا اور اپنے لئے ایسے فعلوں کو ہرگز گوارا نہیں کرے گا جو وہ جانتا ہے کہ ایک محکوم ذلیل انسان سے محض اس کی کمزوری کے سبب سرزد ہوئے ہیں۔ اور وہ انکی بجائے صاف گوئی و صدق و بہادری کو اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ اور انہیں پسندیدہ فعل ٹھہراتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ محکوم و غلام انسان بھی بہادری و صدق کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اور انہیں عمدہ فعل یقین کرتا ہے۔ چاپلوسی وجھوٹ کو برا جانتا ہے۔ اور علامہ نیٹشز کی رائے میں صرف یہ اسی لئے کہ اس کا حاکم۔ آقا انہیں اچھا یا برا سمجھتا ہے۔ اگر اس کا آقا چاپلوسی کو اچھا سمجھتا اور خود بھی کرتا تو ضرور تھا کہ یہ بھی اسے اچھا فعل سمجھ کر کرتا۔ اگر اس کا آقا بزدلی کو عمدہ فعل تصور کرتا۔ تو یہ بھی اُسے عمدہ سمجھ کر کرتا۔ اب جو وہ اسے کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے تو محض اس لئے کہ اس کا آقا اور اس جیسے جتنے ذی اقتدار و صاحب جاہ انسان ہیں۔ سب کے سب اس فعل کو مکروہ و مذموم سمجھتے ہیں ٭

پس جرمن فلاسفر نیٹشز اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اجتماع بشری میں کسی فعل کو اچھا یا برا قرار دینا اس طبقہ کے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ جو حاکم ہوتے ہیں محکوم لوگوں کا یہ کام نہیں۔ محکوم انسان تو صرف ہاں یا نہ کہنے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور حاکم کا کام منوانا ہے اسی کے زیر اثر لوگوں کے دل و دماغ میں تصورات احساسات بنتے ہیں۔ اور اسی کے زیر اثر جسے وہ برا کہے برا۔ اور جسے وہ اچھا کہے اچھا ہوتا ہے۔ غرض بھلائی۔ برائی یا چاہیئے نہ چاہیئے کے درمیان فرق جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ دو مختلف طبقوں کے انسانوں کے باہمی مقابلے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کا معیار اعلیٰ طبقہ ہے نہ ادنیٰ طبقہ ٭

یہ نتیجہ ان معنوں میں تو بالکل درست ہے۔ کہ حاکم طبقۂ انسانی۔ محکوم طبقۂ انسانی کے تصورات و افکار و احساسات پر غالب آ جایا کرتا ہے۔ اور انہیں بہت کچھ متغیر کر دیا کرتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ان معنوں میں بھی صحیح ہے۔ کہ بہادری۔ صدق۔ علو نفسی۔ ہمت و جرأت وغیرہ اخلاق حاکم قوم میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے بالمقابل بزدلی اور تملق جھوٹ و فریب و دنائت وغیرہ محکوم قوم میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ کہ ان میں سے ایک فعل کا عمدہ اور دوسرے فعل کا مذموم خیال کیا جانا صرف اس وجہ سے ہے کہ حاکم ترقی یافتہ بشر انہیں ایسا سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ یہ ضروری نہیں کہ ایک حاکم قوم یا فرد انسانی کے تصورات و افکار سارے کے سارے نیک و اعلیٰ ہوں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ ایک محکوم قوم یا فرد بشری کے تصورات و افکار سب کے سب بد و ادنیٰ ہوں یہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ واقعہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک اعلیٰ ترقی یافتہ قوم یا فرد کے بعض تصورات و افکار عمدہ و قابل عمل ہیں تو ساتھ ہی اس کے بعض تصورات و افکار نہایت لغو و پوچ بھی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک ادنیٰ محکوم قوم یا فرد کے تصورات اچھے بھی ہوتے ہیں برے بھی ہوتے ہیں۔ اور جو اچھے ہوتے ہیں۔ وہ اسلئے اچھے نہیں ہوتے کہ حاکم قوم انہیں اچھا خیال کرتی ہے۔ اور جو برے ہوتے ہیں وہ اسلئے برے نہیں ہوتے کہ حاکم قوم انہیں برا جانتی ہے۔ بلکہ یہ بھی مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ کہ حاکم قوم تو ایک اعتقاد یا فعل کو نہایت پسندیدہ خیال کرتی ہے۔ لیکن محکوم لوگ اُسے نہایت ہی ناپسندیدہ یقین کرتے ہیں۔ اور وہ واقعی میں بھی ناپسندیدہ ہوتا ہے ٭

پس یہ نتیجہ درست نہیں معلوم ہوتا کہ حاکم و اعلیٰ قوم نیکی و بدی کا معیار مقرر کرتی ہے۔ کوئی قوم بشری اپنی حکومت و ترقی کی حیثیت سے نیکی و بدی کے درمیان مابہ الامتیاز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس زینۂ ترقی پر اس نے اب قدم رکھا ہوا ہے۔ وہ آخری زینۂ کمال نہیں اس کے اوپر اور بھی زینے ابھی باقی ہیں۔ جو اس نے چڑھنے ہیں۔ اور ہمیں کیا معلوم کہ وہ تصورات جسے آج وہ اعلیٰ خیال کر رہی ہے۔ کل کو ایک اور منزل معراج پر پہنچکر انہیں

ادنے اور ناقابل اعتبار قرار دے۔ انسان جو ایک ترقی کرنیوالی مخلوق ہے۔ ہمیشہ اپنے ماضی کو حاضر کے مقابلے میں ایک ادنیٰ نظر سے دیکھتا ہے۔ آج جس بات کو اس کی عقل اعلےٰ تصور کرتی ہے۔ کل کو اسے ادنیٰ سمجھنے لگتی ہے یہ خیال کہ بشر کسی حالت ترقی پر ٹھہر کر قطعی فیصلہ کرنے کے قابل ہونگے۔ کہ یہ ادنیٰ ہے اور یہ اعلیٰ۔ اور اس کے اوپر کوئی اعلیٰ نہیں۔ یہ خیال موجودہ حالات کے سامنے تو درست نہیں معلوم ہوتا۔ یعنی اب تک ناقص بشر اس قابل نہیں ہوا۔ کہ وہ اپنی کسی ترقی وحکومت وعقل کے سبب نیکی وبدی اعلےٰ وادنیٰ کے مابین ایک صحیح معیار قائم کر سکے ؛

اگر کوئی امت بشر یہ کسی چیز کے متعلق کامل معیار ٹھہرنے کے قابل ہو سکتی ہے۔ تو وہ انبیاء علیہم السلام کی امت ہے۔ اور ان میں سے وہ کامل انسان ہے جس کے متعلق یوں آیا ہے۔ ما ینطق عن الهویٰ ان ھو الا وحی یوحی علمه شدید القویٰ۔ ان کے تعلق (تصورات وافکار واقوال) میں ہوا وہوس کا ذرہ بھی شائبہ نہیں ہوتا۔ ان کا کلام ایک خالص وحی ہوتی ہے۔ انکے علم کا مصدر نہایت ہی زبردست قدرت ہوتی ہے اس لئے جو وہ کہتے ہیں۔ وہ خطا وغلطی سے مبرا ہوتا ہے۔ پس ایسے ہی لوگ نیکی وبدی کے درمیان مابہ الامتیاز قائم کرنیوالے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ وہ ایسے مقام پر پہونچے ہوتے ہیں۔ اور ان کی نظر ایسی باریک بین ہوتی ہے۔ کہ ہمارے حسنات بھی ان کے نزدیک حسنات (نیکیاں) نہیں۔ بلکہ سیئات (بدیاں) ہوتی ہیں۔ کیونکہ ہمارے حسنات پوشیدہ در پوشیدہ خود غرضیوں سے ملوث ہوتے ہیں ؛

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نیکی وبدی ایک نسبتی امر ہے جتنا انسان اعلےٰ ہوگا۔ اتنی ہی اعلیٰ وباریک اس کی نظر ہوگی۔ اور جتنا وہ دنی النفس ہوگا۔ اتنی ہی پست وکمزور اس کی بینائی ہوگی۔ لیکن یہ غلط ہے کہ بشر کے اندر جو نیکی وبدی کا شعور ہے۔ اس کے درمیان فرق کرنیوالے حاکم متمدن لوگ ہوتے ہیں۔ امتیں بنانیوالے انبیاء علیہم السلام قوم کے اس طبقہ سے نہیں ہوتے رہے۔ جو حاکم وذی قدرت ہوتا ہے۔ بلکہ معمولی طبقہ سے ہوتے ہیں۔ آج یورپ وامریکہ کی قومیں جو ترقی یافتہ مہذب ہیں۔ وہ خیر وشر میں تمیز کرنے کے بہت قابل ہیں۔ علوم وفنون کی مالک ہیں۔ قوی طبیعہ پر ایک حد تک حکمران ہیں۔ باایں ہمہ ان کے کئی ایک ایسے معتقدات وافعال ہیں۔ جو درحقیقت شر محض ہیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ سے انہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ درست وجائز نہیں۔ حالانکہ سینکڑوں برس پہلے ان کو برا جاننے والے مسلمان اور دوسری ایسی قومیں تھیں۔ جو کیا بلحاظ علمی ترقی یا کیا بلحاظ مادی ترقی کے یورپ وامریکہ کی ترقی یافتہ قوموں سے یقیناً کم درجہ پر تھیں ؛

ایسا ہی اخلاق میں بھی مسلم قوم کی نظر ان مہذب فی العلم قوموں کی نسبت نہایت ہی باریک اور نہایت ہی اعلیٰ تھی۔ یہ تاریخی حقیقت ایسی واضح وبین ہے کہ خود یورپ کے علماء بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے ؛

پس واقعات اس امر کی تصدیق نہیں کرتے۔ کہ انسانی تصور خواہ وہ حاکم یا محکوم یا عقلمند یا بیوقوف میں ظاہر ہو۔ کسی طرح نیکی یا بدی کا معیار نہیں ہو سکتا۔ ان کا معیار خود وہ شعور ہے۔ جو انسان میں جونہی کہ وہ دائرہ اجتماع میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح پیدا ہو جاتا ہے جس طرح کہ آکسیجن وہیڈروجن کے آپس میں ملنے سے پانی پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خالق فطرت نے ان کے اندر کچھ خاص خاصیتیں مخفی رکھی ہیں۔ جو کبھی ظہور نہیں کرتیں۔ جب تک کہ آپس میں نہ ملیں۔ ایسا ہی انسان کے اندر بھی استعدادیں پوشیدہ رکھی ہیں۔ اور جونہی کہ وہ ایک جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ فوراً اس میں ایک شعور پیدا ہو جاتا ہے جو خود "چاہیئے نہ چاہیئے" کا ایک دائمی معیار ٹھہرتا ہے۔ وہ شعور انسان میں ایک دائمی حکم کے طور پر کام کرتا ہے۔ وہی فیصلہ کرتا ہے۔ کہ یہ نیکی ہے اور یہ بدی۔ یہ چاہیئے اور یہ نہ چاہیئے۔ انبیاء علیہم السلام بشریت کے مظہر تام ہو کر اس کے سامنے اصول وقواعد عمل پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنے اندرونی معیار کے ذریعہ سے جانچ لیتا ہے۔ کہ وہ درست وصحیح ہیں۔ حتی کہ ان کا انکار وہ شخص بھی نہیں کر سکتا۔ جو انبیاء کی عداوت ومخالفت میں حد سے گذرا ہوا ہوتا ہے وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ جو وہ کہتے ہیں بجا ہے۔ ٹھیک ہے ؛

یہ شعور کیسے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی ماہیت کیا ہے؟ پیشتر کہ میں اس پر کچھ روشنی ڈالوں۔ ایک مثال سے یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسوقت جبکہ انسان کسی جائز فعل کو جائز سمجھے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ فی الحقیقۃ اسے جائز نہیں بلکہ ناجائز ہی یقین کرتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو جان بوجھ کر دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے ؛

ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار ہوئے۔ ایک کمرے میں بیٹھ گئے۔ اور اس خوف سے کہ کوئی اور مسافر آگھسے۔ اور ہمیں تنگ کرے ہم نے اسباب کو آس پاس اس ترتیب سے رکھا اور خود بھی اس ترتیب سے بیٹھے کہ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہو کہ اس کمرہ میں بیٹھنے کو کافی جگہ نہیں۔ دوسرے اسٹیشن پر جب ریل گاڑی ٹھیری۔ تو ایک دو مسافر ادھر ادھر جگہ تلاش کرتے کرتے ہمارے کمرے کی باری کے سامنے اس غرض سے آکھڑے ہوئے۔ کہ شاید ہم انہیں اندر بیٹھنے کی اجازت دیدیں۔ میں جو قریب تھا۔ یہ جتانے کے لئے کہ ان کو دیکھا تک نہیں۔ نہ معلوم کون کھڑا ہے۔ کیا چاہتا ہے۔ ایک اخبار کو دیکھنے لگ گیا۔ گویا خوب غور سے پڑھ رہا ہوں۔ اور میرے ساتھیوں نے بھی خوب باتیں کرنی شروع کر دیں۔ کہ گویا انھیں کچھ بھی خبر نہیں۔ اتنے میں میں نے اپنے باطن کو ٹٹولا۔ تو اس طرح باتیں کرتے ہوئے پایا۔ گویا میں صحیفۂ اخبار تو نہیں پڑھ رہا تھا صحیفہ قلب کا مطالعہ کر رہا تھا "آگے جگہ بہت ہوگی۔ وہاں جاکر بیٹھیں گے۔ اگر یہاں بیٹھے۔ تو وہ بھی تنگ ہونگے۔ اور ہم بھی" یہ خیال میرے دل ہی میں نہیں گذر رہے تھے۔ بلکہ دوسرے ساتھیوں کے دلوں میں بھی ضرور گذر ہونگے۔ کیونکہ ان میں سے ایک نے ان بیچارے مسافروں کو یہ کہہ بھی دیا۔ "میاں آگے جگہ بہت ہے۔ وہاں جائیے یہاں جگہ تنگ ہے۔" میں مسکرایا اور اپنے آپ کو کہا کہ دل اس بات کو ضرور محسوس کر رہا ہے۔ جو ہم نے کیا ہے وہ نہیں چاہیئے تھا۔ اور اسی لئے تو اس احساس کو مدہم کرنے

یا مٹانے کے لئے ہم یہ عذر بنا رہے ہیں کہ آگے جگہ بہت ہے۔ وہاں جا بیٹھیں گے۔ ان کو بھی یہاں تکلیف ہوگی اور یہیں ہی میرا اخبار پر تنگی جانا اور ساتھیوں کا آپس میں باتیں شروع کر دینا یہ بھی ایسی بات پر دلیل ہے۔ کہ ہم خود اپنے آپ کو حق سے دکھائی دیتے اور اس کے محسوس ہونے سے ایک طرف او جھل یا پردے میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا ایک نور سے تاریکی کی طرف منہ پھیرتے ہیں کہ چاہیئے نہ چاہیئے کیا ہے۔ لیکن ہم خوب دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ چاہیئے نہ چاہیئے کیا ہے۔ اور پھر اس سے آنکھیں ہٹا لیتے ہیں۔ ہم حق ناحق کو سمجھتے ہیں۔ اور پھر کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس کو نہ سمجھیں۔ اسی نکتہ کی طرف قرآن مجید ہماری توجہ کو ان الفاظ میں پھیرتا ہے کہ بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہٗ انسان اپنے نفس پر بصیر ہے۔ اسے خوب جانتا اور سمجھتا ہے۔ خواہ کتنے ہی کیوں نہ وہ عذر گھڑے۔

آؤ! اس مثال کو وسیع پیمانے پر چسپاں کر کے دیکھیں کہ کہاں تک صحیح ہے۔ وہ محکوم انسان جو ایک حاکم کے دباؤ کے نیچے تملق و چاپلوسی کرتا ہے۔ درحقیقت وہ اسے پسندیدہ نہیں سمجھتا۔ بلکہ اپنے حاکم آقا کے دباؤ کے نیچے آ کر وہ دل ہی دل میں کچھ باتیں اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے گھڑتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے۔ کہ میں تملق تو نہیں کرتا۔ بلکہ واقعہ کا اظہار کر رہا ہوں۔ یا میں اپنے آقا کو اُلو بناتا ہوں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ بہت سی ایسی باتیں اپنے آپ کو سمجھا کر اس اپنے فعل کو ظاہر میں پسندیدہ بنانے کی اس لئے کوشش کرتا ہے۔ کہ تا وہ دکھ یا دغدغہ و قلق جو اسے اندر ہی اندر ہو رہا ہے۔ اس کو کم کرے۔ یا بالکل مٹا دے۔ کیونکہ اس نے اپنے ذاتی شعور کے فتوے کے برخلاف اپنی فطرت پر دباؤ ڈالکر اس کام کو کیا ہے۔ اور اس لئے وہ ایک بوجھ محسوس کر رہا ہے۔ جس کے ہلکا کرنے کے لئے وہ عذر تراشتا ہے۔ وہ مجبوراً اپنے ناجائز کردار کو اچھی صورت میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ وہ اطمینان قلب جو کہ مقصود زندگی تھا۔ اور اب غیر فطرتی حالت سے مضطرب ہو گیا ہے۔ پھر بحال ہو جائے۔

ایسا ہی ایک بزدل انسان بھی خوب سمجھتا ہے کہ بُزدلی اچھا فعل نہیں۔ اور وہ خلاف فطرت ہے کیونکہ قوت زندگانی کا مظہر ہے۔ اور ضعف اس کی ضد ہے۔ یعنی اس کو مضمحل کرنیوالی ہے۔ اس لئے ایک زندہ انسان جو کمزوری دکھلاتا ہے۔ تو گویا وہ خلاف فطرت کام کرتا ہے۔ پس ضرور ہے۔ کہ اُسے اپنی بُزدلی کے ناپسندیدہ ہونے کا احساس ہو۔ اور جی میں اپنے فعل سے شرمندہ ہو۔ لیکن وہ اپنے اس احساس کو مدہم یا مٹانے کے لئے عجیب و غریب گپیں ہانکنی شروع کر دیتا ہے۔ اور وہ بکواس اصل میں اس کے اندرونی احساس کا مظہر ہوتی ہے۔ اور اس بات پر دلیل ہوتی ہے کہ خوف کے جانے کے بعد اس کی دبی ہوئی قوت پھر اُبھر آئی ہے۔ اور اس کا اثر اس کے سارے اعصاب میں نمایاں طور پر ہے۔ یہاں تک کہ زبان بھی اس کا اظہار کر رہی ہے۔

ایسا ہی ایک والی یا وصی وارث ایک بیوہ کا مال کبھی بھی خیانت کی نیت سے خرد برد نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو یا دوسرے کو یہی بتلانا چاہتا ہے کہ چند ضرورت کی وجہ سے اس مال کو خرچ کرنا پڑا ہے اور وہ ضرور اسے ادا کر دیگا۔ اور اس طرح کئی ایک عذروں سے دل کو تسلی دیتا رہتا ہے۔ ایک شخص رشوت لیتا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے دل کو تسلی دیتا ہے کہ میرا اتنا بڑا کنبہ ہے۔ تنخواہ تھوڑی ہے اُسکو پالنا میرا فرض ہے۔ یہ راشی بہت امیر ہے۔ اسے کیا نقصان ہوگا۔ بلکہ فائدہ ہی ہے ...... نہیں یہ رشوت نہیں۔ بلکہ نذر ہے۔ یہ سارے عذر وہ اسی لئے گھڑتا ہے۔ کہ وہ اپنے اندر ہی اندر اس فعل کے ناجائز ہونے کو محسوس کر رہا ہے۔ لیکن ظاہری حالات اُسے اسکے کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اور انسان خواہ کیسی ہی حالات میں کیوں نہ ہو ضرور بضرور بدی اسکے دل میں کانٹے کی طرح چبھتی اور کھٹکتی رہتی ہے۔ اسی واسطے ہمارے حکیم آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دع ما یریبك الیٰ ما لا یریبك وہ فعل چھوڑ دو۔ جو تمہیں کھٹکتا ہے کہ بُرا ہے اور اُسے کرو جو تمہارے دل میں کھٹکتا نہیں۔ (باقی آئندہ)۔ زین العابدین ولی اللہ

شیعہ صاحبان سے چند استفسارات

۱۔ حقیقی ایمان کا معیار کیا ہے؟ وہ کون سے واقعات ہیں۔ جنکے رو سے آپ لوگ جناب علی علیہ السلام اُن کے والد بزرگوار ابوطالب اور ان کے بھائیوں طالب اور عقیلؓ یا سلمان فارسیؓ یا ابوذرؓ یا مقدادؓ یا محمد بن ابی بکرؓ و مختار ثقفی و معاویہ ابن یزید ابن معاویہ بن ابو سفیان یا اپنے ہم مشرب لوگوں کو خواہ وہ کسی طبقہ اور چلن کے لوگ ہوں۔ مومن جانتے ہیں۔ لیکن اصحاب ثلاثہ کو مومن ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔

۲۔ توحید۔ نبوت۔ وجود ملائکہ۔ کتب آسمانی۔ قیامت کو علمائے اسلام نے بطور اصول اسلام بیان کیا ہے قرآن میں بھی بتکرار ان کی تفصیل آئی ہے۔ لیکن ملائکہ اور کتب کی جگہ شیعوں نے عدل اور امامت کو جو منجملہ اصول دین تجویز کر لیا ہے۔ اس کا ثبوت قرآن سے کیا ہے؟

۳۔ آیۃ استخلاف سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا نے اس امت میں ایسے ہی خلیفے بنانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسے کہ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ براہ مہربانی بتلایا جائے۔ کہ اگلے انبیاء کے خلفاء میں کونسا ایسا خلیفہ گذرا ہے۔ جو برخلاف منشاء خدا و پیغمبر خدا بعض لوگوں کے اجماع سے خلیفہ بن بیٹھا ہو۔ اور خلیفہ برحق کی خلافت غصب کر لی گئی ہو۔ کتاب خدا کو محرّف مبدّل کر دیا گیا ہو۔ دین میں قسم قسم کے احداث و بدعات کو رواج دیا گیا ہو۔ لیکن با ایں ہمہ خلیفہ برحق صاحب صمٌ بکمٌ ہو کر بلکہ تقیہ و مدارات سے اوقات بسر کرتے رہے ہوں۔

پھر آیت استخلاف کے ماتحت ہی بتلایا جائے۔ کیا جس طرح شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اس آیت کے حقیقی مصداق بارہویں امام غائب ہیں۔ جن کو غائب ہوئے ہزار گیارہ سو برس ہو گئے ہیں۔ اور امت بغیر امام زمان کے حیران و سرگردان و پریشان پھر رہی ہے۔ کیا اگلے خلفاء میں سے بھی کوئی اس قسم کا صدیوں تک غائب رہنے والا خلیفہ ہو گذرا ہے؟ جو اپنے فرض منصبی کو ترک کر کے اس طرح امت کو کفار و مخالفین و معاندین کے رحم پر چھوڑ گیا ہو۔ اور خود کسی غار یا جنگل یا جزیرہ میں سینکڑوں برس تک مقیم رہا ہو۔

۴۔ شیعوں کا اعتقاد ہے کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جور وستم کرنیوالوں کو زمانہ رجعت میں قرار واقعی سزا دی جائیگی۔ جبکہ قیامت سے پہلے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام یا بعض انبیاء کرام اور دوازدہ امام علیہم السلام دوبارہ زندہ ہونگے۔ اور ظالمین آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب دلخواہ انتقام لینگے۔ کیا از روئے قرآن ایسے عجیب وغریب طریقہ انتقام کا ثبوت سابقہ امم کے ظالمین وجابرہ کی نسبت بھی پیش کیا جاسکتا ہے؟

۵۔ قرآن سے ثابت ہے۔ کہ ہر پیغمبر کے مخالف ومکذب کو عموماً اس پیغمبر کی زندگی میں ہی سزائے عبرتناک دیگئی اور آخر پیغمبر اور اس کی جماعت کامیاب رہی۔ جیسے کہ فرمایا ہے ولقد مننا علی موسیٰ وھارون ونجینھما وقومھما من الکرب العظیم ونصرناھم فکانوا ھم الغلبین پ۲۳۔ دوسری جگہ فرمایا۔ فلما اسفونا انتقمنا منھم فاغرقنھم اجمعین فجعلنٰھم سلفا ومثلا للاٰخرین پ۲۵ یا فرمایا اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من قبلھم کانوا ھم اشد منھم قوۃ واٰثارا فی الارض فاخذھم اللہ بذنوبھم وما کان لھم من اللہ من واق پ۲۴۔ گویا یہ ایک سنت اللہ ہے لیکن تعجب ہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام اور اہل بیت کرام کے اصلی دشمنوں کا خدا نے بال تک بیکا نہیں کیا؟ کیا وجہ ہے کہ موسیٰ وہارون اور تمام بنی اسرائیل کو بچانیوالے اور فرعون اور اس کے لاؤ لشکر اور دوسرے تمام مخالفان انبیاء کرام کو ہلاک اور تباہ وبرباد کرنیوالے خدا نے یہاں آکر اپنی قدیم سنت کو بالکل تبدیل کردیا؟ حالانکہ ارشاد الٰہی یوں ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا پ۲۲۔

۶۔ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ سوائے حضرۃ سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے اور کوئی صاحبزادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سیارک سے نہ تھی۔ اور یہ کہ زینب رض و رقیہ رض و ام کلثوم رض یہ خدیجۃ الکبریٰ کے اگلے خاوند سے تھیں حالانکہ قرآن میں خاص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ صاحبزادیوں کا ذکر بصیغہ جمع مذکور ہے۔ جیسے کہ فرمایا یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک پ۲۲۔ اسی طرح اصول کافی فروع کافی اور تمام اسلامی تاریخوں طبری واصابہ وغیرہ سے بھی ثابت ہے۔ کہ یہ سب صاحبزادیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نطفہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن پاک سے تھیں۔ ایسے یقینی حوالوں کے مقابلہ میں حضرات شیعہ کے پاس انکار کلی کا کیا ثبوت ہے؟

۷۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رض کے ساتھ ام کلثوم کا عقد بخاری فروع کافی۔ طبری ابن اثیر۔ ابن قتیبہ کی کتاب السیاسۃ۔ تاریخ حبیب السیر ناسخ التواریخ وغیرہ سے امر واقعہ ثابت ہوتا ہے۔ شیعہ اس سے بھی انکاری ہیں۔ آخر ان تمام محدثین ومورخین متقدمین ومتاخرین کی شہادت کو یکقلم غیر معتبر قرار دینے کے وجوہ شیعہ کے پاس کیا ہیں؟

۸۔ قدیم اور جدید شیعہ مصنفین ومتکلمین کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی سیفورہ نے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام ان کے خلیفہ برحق وبلافصل یوشع بن نون کے ساتھ جنگ کیا تھا جس طرح پر کہ عائشہ نے جناب علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کیا۔ اس کا امر واقعہ ہونا قرآن سے بلکہ توریت وانجیل یا تواریخ یہود سے ہی ابھی ثابت کیا جائے؟

۹۔ اکثر شیعہ متکلمین ایران وہندوستان نے بخاری کے حوالے سے واقعہ قرطاس میں لکھا ہے کہ عمر نے آنحضرت صلعم کی طرف ہذیان کو منسوب کیا۔ ابھی دو ڈھائی برس کا واقعہ ہے کہ مولوی سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری نے خاکسار کے بعض سوالات کے جواب میں اخبار ذو الفقار لاہور میں بخاری کتاب المرضیٰ کے حوالے سے اس کا ثبوت دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ اب تک وہ اس کو ثابت نہیں کرسکے۔ کیا کوئی اور شیعہ بخاری سے اس کا ثبوت بہم پہونچا کر اپنے مشہور ومعروف اعتراض کو قائم کرسکتا ہے؟ حوالہ بقید باب وکتاب ہونا چاہیئے۔ جو ہر نسخہ بخاری میں بآسانی مل سکے +

۱۰۔ کیا وجہ ہے کہ شیعہ صاحبان کلمہ اشہد ان علیا ولی اللہ کو اذان میں شامل رکھنا ضروری جانتے ہیں + حالانکہ ان کے فخر المحدثین شیخ ابو جعفر قمی اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں جو شیعہ کی چار حدیث (اصول اربعہ) میں سے ایک کتاب ہے۔ صاف الفاظ میں لکھ گئے ہیں کہ بعض اہل بدعت نے اس کلمہ اشہد ان علیا ولی اللہ کو بھی فصول اذان میں داخل کرلیا ہے تاکہ عوام یہ سمجھیں کہ شیعہ اثنی عشر یوں کا ایسا ہی عقیدہ ہے خدا ان پر لعنت کرے۔ دیکھو اذان کے باب میں۔ باایں ہمہ تصریحات علمائے قدیم آجکل کے شیعہ کیوں اسکو اذان میں شامل کرتے ہیں؟

۱۱۔ ائمہ معصومین کی نسبت شیعوں کا اعتقاد ہے کہ ان کو سب واقعات وحوادث گذشتہ وآئندہ کا علم تھا۔ اس کی تصدیق کے لئے گذارش ہے کہ کوئی فاضل شیعہ موجودہ حوادث کو اور اسی طرح پر آئندہ پیش آنیوالے واقعات وحوادث کو مرویات ائمہ معصومین سے ثابت کردیں تو کیا ہی کہنے؟ اس اثبات سے ظاہر ہے کہ ائمہ معصومین کی قدر ومنزلت ناظرین وسامعین میں دو چند بلکہ چہار چند ہوجائیگی؟

۱۲۔ کیا شیعہ مذہب میں نمازوں کے لئے پانچ وقت الگ الگ مقرر نہیں فرمائے گئے۔ کیا رات دن کی نمازوں کے فرائض ونوافل کی ۵۱ رکعات یا کم از کم ۳۴ رکعات پڑھنے کا حکم نہیں ہے؟ کیا دیدہ دانستہ نمازوں کو اپنے اصل مقررہ اوقات سے پہلے یا پیچھے نہ پڑھنے اور وقت کی پابندی پر تاکید نہیں ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہر ملک اور ہر طبقہ کے شیعہ کا عملدرآمد بکلی اس عملدرآمد کے خلاف ہوگیا ہے۔ بجائے پانچ وقتوں کے وہ پانچ نمازیں تین وقتوں میں پوری کردیتے ہیں اور بجائے ۵۱ رکعات فرائض ونوافل کے صرف رات دن میں ۱۷ رکعات کافی جانتے ہیں۔ اور کیا نماز جمعہ کا حکم بلا کسی قید وشرط کے تمام اہل اسلام کو قرآن میں نہیں کیا ہے اور کیا ائمہ کی احادیث میں یہ ارشاد موجود نہیں ہے کہ جو شخص تین جمعے بلا عذر پے در پے ناغہ کردے۔ تو وہ منافق ہے؟ پھر شیعہ اس قسم کے صریح احکام خدا ورسول کو جو متعلق عبادت آلہی کے ہیں۔ اور جو غرض وغایت خلق انسان کی بتلائی گئی ہے کیوں پس پشت ڈالے ہوئے ہیں وہ ایمان سے بتلائیں اور اپنے ضمیر کو ٹٹول کر جواب دیں کہ نمازوں کی یہ اختصار پسندی اور رکعات نماز میں یہ کتر بیونت اور نماز جمعہ وجماعت سے عمر بھر محروم رہنے کے متعلق جو دیگر روایات یا عذرہائے لنگ ان کے ملا اور مولوی لوگ ان کے ذہن نشین کرا چکے ہیں یا کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ خدا اور رسول مقبول کے آگے بھی پیچ مچ قابل قبول وقابل سماعت ہوسکتے ہیں؟

فی الحال یہ بارہ سوال دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کے مطابق تبرکاً لکھ دیے ہیں۔ اگر کسی معقول پسند شیعہ فاضل نے معقولیت سے ان کا جواب دیدیا تو میرے خیال میں شیعہ وسنی کے اکثر دیرینہ متنازعہ فیہ مسائل پر متلاشیان حق کو بہت کچھ بصیرت حاصل کرنے کا موقعہ مل جائیگا والسلام علی من اتبع الھدیٰ + خاکسار۔ خادم حسین احمدی بھیروی کلکتہ +

مسجد اقصیٰ کے متعلق ایک تحریک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس وقت جملہ احمدی احباب کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گو قادیاں کی مسجد مبارک اور جامع مسجد اقصیٰ قادیان ہی میں ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ حقیقت میں یہ سب احمدی احباب کی مساجد ہیں جو کہ قادیاں سے تعلق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سب کے روپئے سے تعمیر ہوئی ہیں۔ مسجدوں کے بنانے اور اُن کو عمدہ اور صاف رکھنے پر آنحضرت صلعم نے خاص طور پر زور دیا ہے مثلاً حضور نے فرمایا ہے من بنی مسجدا للہ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ (جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی خداوند تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائیگا) اور خیمہ اور سایئبان بھی یہی حکم رکھتے ہیں حضرت موسیٰ نے خدائی وحی سے خیمہ کی مسجد تیار فرمائی تھی قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے مسجد بنانے پر خدا نے ان کے دل میں ڈالا کہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے اور پھر ان کو دعا بھی سکھائی جسکا ایک جزو یہ تھا کہ خداوندا ہم دونوں کی اولاد میں سے جو مکہ میں آباد ہوں ایک عظیم الشان نبی اٹھا۔ (جو کہ نبی حق کے ہزارہا انبیاء کے برابر بلکہ بڑھ کر ہو) اور پھر ان دو عظیم الشان بزرگوں کو حکم دیا کہ تم اس مسجد کو طواف اور اعتکاف اور نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک رکھو پھر حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور کائنات نے مسجد کی دیوار پر ناک کا گندہ پانی پڑا ہوا دیکھا۔ تو اس کو پہلے خود صاف کیا اور پھر وہاں پر خوشبو لگائی۔

جو احباب قادیاں میں آتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ مسجد اقصےٰ میں جمعہ کے دن کون لوگ نماز اور دعا کرتے ہیں۔ اور کسقدر اس میں نمازی ہوتے ہیں۔ اور اس کا صحن کسقدر ان باخدا لوگوں سے پر ہوتا ہے اور یہ بھی کہ موسم گرما میں اگر سائبان نہ ہوں تو اس کے پختہ صحن میں خطبہ سننا اور نماز ادا کرنا کس قدر دشوار ہے اور موجودہ سائبان پہلے تو بہت کم تھے اور اب وہ بوسیدہ ہو کر بالکل بیکار ہو گئے ہیں۔

اسلئے التماس ہے کہ احباب مسجد اقصیٰ کے لئے سائبان دیں۔ عمدہ صورت یہ ہے کہ جن احباب کو خدا نے وسعت دی ہوئی ہے وہ زیادہ اور جو کم استطاعت ہیں وہ اپنی طاقت کے مطابق روپیہ۔ آنہ پیسہ دیں۔ تاکہ سارے صحن کے لئے نئے سائبان خریدے یا تیار کرائے جائیں میں امید کرتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح خداوند کریم ان کی بھی دعائیں قبول فرمائیگا۔ اور ان کے اہم ترین مقاصد پورے کرے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ اور ان کے سایہ میں نمازیں ادا کرنے والے مستجاب الدعوات اور باخدا لوگ بھی ان کے لئے دعائیں کریں گے۔

جو روپیہ اس مقصد کے لئے احباب عنایت فرمائیں وہ ضرور جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفتر ہی کے نام بھیجیں اور ضرور اس کی تصریح فرمائیں کہ یہ روپیہ سائبانوں کے لئے ہے خداوند کریم نے آپ صاحبان کو ہمت دی ہے۔ کہ لنڈن میں مسجد کی بنا ڈالی ہے جسکو تیرہ سو سال میں مسلمان اور بڑے بڑے بادشاہ نہیں بنا سکے تو کیا آپ اپنے پیارے اور جان سے پیارے مسیح کی مسجد اقصیٰ کو سائبانوں سے خالی رکھینگے اور اپنے مہربان مسیح کے مخلص خدام کو دھوپ میں پختہ فرش پر نمازیں ادا کرائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک یا دو یا تین صاحب ہی اس کام کو اپنے ذمہ لے لیں پس اگر کسی کا ایسا ارادہ ہو تو پھر ضروری ہے کہ ایسے صاحب اپنے ارادہ سے پہلے مجھے اطلاع بخشیں لیکن احباب کو اس امید پر نہ رہنا چاہیئے کہ شاید بعض باہمت اشخاص اس سارے کام کو اپنے ذمہ لیلیں گے بلکہ ضروری ہے کہ ہر ایک صاحب اپنی وسعت اور اخلاص سے اس کام میں پورا پورا حصہ لیں بلکہ ہر ایک کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ کام میرا ہی ہے اور میرے ہی ذمہ ہے۔ خداوند کریم جملہ احباب کو اس کار خیر میں کافی حصہ لینے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔ اگر کوئی صاحب سائبان بھیجنا چاہیں تو وہ افسر مساجد سرور شاہ کے نام بھیجیں لیکن جو احباب روپیہ بھیجیں وہ ضرور دفتر محاسب میں بھیجیں۔

(مولانا) محمد سرور شاہ افسر مساجد

مولوی ثناء اللہ کے کان میں گنبد کی صدا

اخبار وکیل کی ۲۵ اپریل کی اشاعت میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ایک نوٹ شایع ہوا جو اس بنا پر لکھا گیا کہ الہ آباد کے انگریزی اخبار لیڈر نے آپ کا نام لکھتے وقت بجائے اہلحدیث کا پیشوا لکھنے کے احمدیوں کا پیشوا لکھدیا تھا جس پر وکیل نے مذاقیہ طور پر دریافت کیا تھا کہ کیا مولوی ثناء اللہ احمدی ہو گئے" اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ لیڈر نے غلطی ہو گیا ہے۔ لکھا "باوجود غلطی کے اس کی تہ میں قدرت کا ہاتھ کام کر رہا ہے"۔ گویا ان کے نزدیک قدرت خداوندی بھی ان کی طرح جھوٹ اور کذب کا نقاب اوڑھکر کام کیا کرتی ہے۔ یہ ان کی مذہبی حالت اور دینی واقفیت کا ثبوت ہے۔ اور دعوے کرتے ہیں احمدیوں کی پیشوائی کا ان کے دعوے کے جواب میں ہمارے ایک نوجوان نے حسب ذیل نظم بھیجی ہے جو امید ہے دلچسپی سے پڑھی جائیگی۔

(ایڈیٹر)

ہیں امرت سر میں رہتے مولوی اک — وفا کو نام پر جنکے ہے صد ناز
تعالیٰ اللہ ہیں جان ظرافت — تمسخر میں ہے جنکی ذات ممتاز
طبیعت میں ہے جولانی کچھ ایسی — ہمیشہ ہے کیا کرتی تگ و تاز
ہمیشہ دور کی سوجھے ہے ان کو — نہیں گو سوجھتا انجام و آغاز
نہ ہے قسمت چمن زار ظرافت — وہ ہم سے آج پھر ہوتے ہیں گلباز
کیا ہے عارفانہ اک تجاہل — مزے کی بات ہے اللہ رے ناز
"جماعت احمدی کا پیشوا ہوں" — وہ فرماتے ہیں باصد عشوہ و ناز
میں حیراں تھا پڑھا جب قول اول — سمجھ میں کچھ میری آیا نہ یہ راز
بہت بس ہیں ہوئی مجھکو پس و پیش — رہی یک تصور کی تگ و تاز
کہا میں نے کہ اب تک تو سنا تھا — "کنند ہمجنس با ہمجنس پرواز" ق
یہ بگڑے طور ہیں ان کے کچھ ایسے — نئی سج دھج نرالا ہے یہ انداز
ہوا ہے ہینڈ کی کو بھی زکام اب — نہنگ بحر کی بنتی ہے انباز
تماشا دیدنی ہے چشم بد دور — ہوئی ہے چشم نابینا بھی اب باز
چہ داند بوزنہ لذات ادرک — مگس ہمسید نتواں قدر شہباز
شہاب ثاقب سے منہ کی کھائے — فلک کا رخ کرے گر کوئی غماز
الٰہی ماجرا کیا ہے جیب ان کا — نہیں ملتا ہے کچھ بھی سوز اور ساز
یہ اک اب پیشوائی کا چہ معنی — انوکھی زیر و بم طرفہ ہے آواز
یہ آخر کچھ سمجھ میں میری آیا — اشاروں کو سمجھ لیتے ہیں ہمراز
ہمارے وہ بڑے مہرباں ہیں — اور ہم بھی ان کے ہیں دیرینہ جانباز
بجا ہے فی الحقیقت قول انکا — نہ کیوں ہو ویں وہ آخر ہیں دمساز
دیا قدرت نے ہے فرق مراتب — چمن میں رہتے ہیں گو زاغ اور باز
رسن ہو عمر کی ان کی دراز اور — نکلتی گنبد دل سے ہے آواز
ہمارا خیر مقدم وہ ہمیشہ — کیا کرتے ہیں ان کا ہے یہ انداز

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

نئی گھڑیاں

بذریعہ وی پی ارسال ہوتی ہیں

۱ جیبی اونشاٹ لیور۔ قیمت فی عدد ۲ روپے
۲ ریلوے واچ۔ قیمت ۳ روپے و ۴ روپے
۳ لیور منقش کیس سفید رنگ ۴ روپے سنہری ۵ روپے
۴ مطابق ۳ مگر روشنی والی۔ قیمت ۶ روپے
۵ جنیوا عمدہ قسم۔ قیمت ۶ روپے و ۸ روپے
۶ کلائی کی مضبوط مع تسمہ قیمت ۵ روپے۔ روشنی دار ۶ روپے
۷ سفید سیپ کی ۶ روپے خوشرنگ مختلف ۸ روپے و ۱۰ روپے
۸ جوئلوں دار مشین عمدہ قسم۔ قیمت ۱۰ روپے
۹ مطابق ۸ مگر چاندی و گولڈ کی ۱۱ روپے و ۱۲ روپے
۱۰ لیور مشین جوئلوں دار عمدہ قسم چاندی ۱۳ روپے و ۱۴ روپے
۱۱ ہفت روزہ قیمت ۱۰ روپے عمدہ قسم ۱۲ روپے
۱۲ کیلنڈر واچ چاندی والی۔ قیمت ۱۸ روپے
۱۳ لیور مشن ویسٹ اینڈ مشین عمدہ جولدار ۱۲ روپے
۱۴ خاص ویسٹ اینڈ واچ ۱۶ روپے۔ کلائی کی ۲۰ روپے
۱۵ جگانیوالے بڑے ٹائم پیس عمدہ جاپانی ۵ روپے
۱۶ جگانیوالے انسونیہ کمپنی کے نہایت مضبوط ۷ روپے علاوہ محصول

علاوہ ازیں ہر قسم کا نفیس مال موجود ہے۔ مگر گرانی کا یہ عالم ہے کہ آج ایک چیز جس قیمت پر ملتی ہے کل نہیں ملتی۔ جس نمبر کی گھڑی ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے ملتی جلتی خفیف کمی بیشی کے ساتھ دوسری بھیجدی جاتی ہے۔ ہر گھڑی ہر لحاظ سے عمدہ بھیجی جاتی ہے۔ ساتھ ہی کچھ قواعد بھیجے جاتے ہیں جن پر عمل کرنے سے گھڑی جلد نہیں بگڑاتی۔ تاہم احباب آرڈر لکھتے ہوئے ارزاں بعلت گراں بحکمت کو فراموش نہ کریں۔ یہ ایک برادرانہ مشورہ ہے۔

المشتہر

ایچ سخاوت علی احمدی مرچنٹ اینڈ واچ ریپرر

شاہجہانپور یو۔پی

لوئر مڈل سکول کی ہیڈ ماسٹری کیلئے ضرورت

بی اے فیل۔ ایف اے پاس۔ انٹرنس پاس تجربہ کار استاد یا محض انٹرنس پاس قابل احمدی اصحاب لوئر مڈل سکولوں کی ہیڈ ماسٹری کے لئے ناظر تعلیم و تربیت کی خدمت میں مع اسناد درخواستیں ارسال کریں۔ جے اے وی بھی درخواستیں بھیجیں۔ تنخواہ معقول دی جائیگی۔

المشتہر:- ناظر تعلیم و تربیت قادیان

لاہور میں احمدی دواخانہ

جس کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح نے رفیق مریضاں رکھا ہے جسمیں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں اسلئے بذریعہ اعلان ہذا ملتمس ہوں کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو تو میری معرفت طلب فرمائیں باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جاتے ہیں۔

عبد الجلیل رفیق کیمسٹ میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور

پیتل کے با کمال نمدار سروتے

پانی پت کا سروتہ بوجہ اپنی خوبصورتی کے عرصہ سے مشہور چلا آرہا ہے ان میں دھار کا لوہا نہایت پختہ اور چمکدار لگایا جاتا ہے اور خاصکر اپنی وضع قطع و نقش و نگاری کے لحاظ سے تو شریف گھرانوں کے لئے ایک نہایت ہی عجیب اور کارآمد تحفہ بن گیا ہے۔ زیادہ تعریف لاحاصل ہے خود منگا کر دیکھو۔ اوروں کو دکھاؤ۔ سروتہ نمبر ۱ عہ سروتہ نمبر ۲ عہ۔ سروتی نمبر ۱ عہ۔ سروتی نمبر ۲ ۱۲ آنہ محصولڈاک الگ۔

المشتہر

شیخ محمد محی الدین منیجر سروتہ فیکٹری شہر پانی پت

قادیان میں قابل فروخت سکنی زمین

اور غریب احباب کے واسطے ایک رعایت

اسوقت قادیان کے محلہ دار الفضل (جو مدرسہ ہائی۔ کے مقابل میں مشرق کی طرف ہے) اور محلہ دار الرحمت (جو بورڈنگ ہائی سے کچھ ہٹ کر مغرب کی طرف ہے) میں سکنی زمین قابل فروخت موجود ہے۔ قیمت فی مرلہ (۱۵ × ۱۵ = ۲۲۵ مربع فٹ) ساڑھے بارہ روپے کے حساب سے۔ ایک کنال یعنی بینتالیس سو مربع فٹ کی ڈھائی سو روپیہ ہے۔ یہ ان ٹکڑوں کی قیمت ہے۔ جو اندرون محلہ دس دس بیس بیس فٹ کے کوچوں پر واقعہ ہیں۔ بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے فی الحال قابل فروخت موجود نہیں۔ مگر عنقریب ایک موقعہ نکلنے والا ہے۔ ان کی قیمت پندرہ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے تین سو روپیہ فی کنال ہوگی۔ مگر وہ چار پانچ ٹکڑوں سے زیادہ نہیں ہونگے۔ ساڑھے بارہ روپے فی مرلہ والے ٹکڑے غریب احباب کو دس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے صرف دو سو روپیہ فی کنال پر دئے جائیں گے۔ یہ رعایت بشرط گنجایش آخر مئی تک کے واسطے ہے۔

قادیان کی پرانی آبادی کے نسبتاً قریب خاص موقعہ کی زمین بھی مل سکتی ہے۔ مگر اس کی شرح قیمت زیادہ ہوگی جو بذریعہ خط و کتابت طے کی جاسکتی ہے۔

(صاحبزادہ) **مرزا بشیر احمد**

اخبار صدارت

اپنی ترتیب و تہذیب تحریر و تنوع کے لحاظ سے اردو میں پہلا ہفتہ وار اخبار ہے جو دار الاقبال بھوپال سے بہت جلد شایع ہونیوالا ہے۔

۱۔ نہایت آزادی و سنجیدگی کے ساتھ مسائل حاضرہ پر نقد کرنا۔
۲۔ دنیا کے بہترین سیاسی و علمی لٹریچر کو پیش کرنا۔
۳۔ تنوع مباحث کے لحاظ سے پبلک کے لئے نہایت دلچسپ مواد فراہم کرنا۔
۴۔ صاحبان ذوق کیلئے خالص ادب کا وہ نمونہ پیش کرنا جو اس سے قبل کسی ہفتہ وار اخبار نے بہم نہیں پہونچایا۔
۵۔ عام نقد و تبصرہ اقتباس و التقاط کو بہترین طریقہ پر بروئے کار لانا۔

یہ ہیں۔ صدارت کے مقاصد۔ جو غالباً اپنے اندر کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور جنکی تکمیل ملک کے ایک ایسے مشہور اور فاضل ادیب کے سپرد کی گئی ہے جو دنیائے علم و ادب میں غیر معمولی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قیمت مندرجہ ذیل ہیگی۔ سالانہ للعہ ششماہی عہ

المشتہر۔ منیجر اخبار صدارت بھوپال اسٹیٹ

ممالک غیر کی خبریں

جرنیل ڈائر انگلستان میں

لنڈن ۴- مئی - جرنیل ڈائر انگلستان پہونچ گئے ہیں ڈیلی میل کے ایک نمایندے سے اثنائے ملاقات میں انہوں نے کہا - کہ امرتسر میں گولی چلانے کا خوفناک اور گھناونا حکم مجھے ہی دینا پڑا تھا - اگر میں نے غلطی کا ارتکاب کیا تھا تو میرا کورٹ مارشل ہونا چاہیئے تھا - مگر اس کی بجائے مجھ ہندوستان سے چلے جانے کا حکم دیا گیا - مگر مجھ سے یہ نہیں کہا گیا - کہ میں اپنے عہدے سے مستعفی ہو جاؤں حکام کو تو میرے متعلق فیصلہ کرنے میں سال بھر لگا لیکن مجھے امرتسر میں فیصلہ کرنے کو صرف تیس سیکنڈ ملے - ہندوستان میں ہر ایک انگریز میرے اس فعل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے - اگر میں نے فائر نہ کیا ہوتا - تو میری قلیل جمعیت نیست و نابود ہو جاتی -

انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ہنٹر کمیشن نے بظاہر مجھے ملزم ٹھہرایا ہے - اس کمیشن میں تین انگریز تھے - جنمیں سے ایک کو ہندوستان کے متعلق کچھ آگاہی نہ تھی - اور تین ہندوستانی تھے *

جنگی قبروں کے کمیشن کا خرچ

لنڈن ۴- مئی - مسٹر چرچل نے بیان کیا ہے - کہ کشتگان جنگ کی قبروں کے کمیشن کا خرچ کا اندازہ مالی سال رواں میں ۲۷۸۰۰۰ پونڈ کیا گیا ہے - اس میں سے ۱۵۰۰۰ پونڈ مقبوضات اور نوآبادیات ادا کرینگی *

مجلس اقوام کا آئندہ اجلاس

لنڈن ۵- مئی مجلس اقوام کی کونسل کا پانچواں اجلاس ۱۴- مئی کو روما میں منعقد ہو گا جسمیں لیگ اسمبلی کے پہلے جلسے کے متعلق انتظامات پر غور اور لیگ کے بجٹ پر مباحثہ اور معاہدہ کی دفعہ ۸ کے ماتحت عدم آراستگی سامان حرب کے متعلق ایک مستقل کمیشن کا مسئلہ طے کیا جائیگا *

باکو پر بولشویکوں کا تصرف

قسطنطنیہ - ۳۰- اپریل - خبر ہے کہ ۶ ہزار بولشویک آذربائیجان میں داخل ہوئے - اور باکو کی طرف بڑھ رہے ہیں *

قسطنطنیہ ۴- مئی - بولشویک فوجوں کا ایک دستہ ۲۸- اپریل کو باکو میں داخل ہوا - شہر میں قابض ہونے کے بعد بولشویکوں نے آذربائیجان کی گورنمنٹ کے اختیارات سنبھال لیے - بولشویکوں نے کیوٹیس میں جو باطوم کے شمال میں واقع ہے - ریل کا پل اڑا دیا - ابھی تک برٹش فوج کی نقل و حرکت کی کوئی خبر نہیں آئی - جارجیا اپنی فوج آراستہ کر رہا ہے -

انور پاشا اور قوم پرست

انور پاشا نے قوم پرستوں کا سرکردہ ہونا منظور کر لیا ہے

نوجوان ترکوں کو شکست

قسطنطنیہ ۲۹- اپریل - سرکاری افواج نے قوم پرستوں کو اسمد کے ضلع میں سخت شکست دی ہے - آٹھ سو قیدی ہاتھ آئے - جنمیں ۵ معزول شدہ عمال بھی ہیں - چار توپیں اور بہت سا سامان اور گولہ بارود ہاتھ لگا ہے -

میکسیکو میں انقلاب

واشنگٹن - سرکاری ہدایات مظہر ہیں کہ جرنل پبلو گونزلیس جو ایک کرینزا کا نہایت پختہ ممد و معاون سمجھا جاتا ہے میکسیکو کے انقلاب میں شامل ہو گیا ہے -

۲- مئی کو پایہ تخت کے مشرق کی طرف دو رجمنٹوں کو ساتھ لیکر چلا گیا اور ویرا کروز کی طرف جانے والی ریلوں کو منقطع کر دیا *

نکورس سونورا کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ باغیوں نے اوڈلفو ہورٹا کو عارضی صدر مقرر کر لیا ہے *

فلسطین کی حکمرانی

لنڈن ۹- مئی - یہودی لیڈر ویز میں رقمطراز ہے کہ فلسطین کی حکمرانی ہائی کمشنر کی کونسل کے ہاتھ میں ہو گی تا وقتیکہ پبلک کی نیابت کی ترویج نہ ہو - جدید شہری نظم و نسق حکومت آج سے ۶ ہفتہ بعد شروع ہو گا -

ترکی وفد صلح پیرس میں

لنڈن - ۶- مئی - پیرس - ترکی نمائندگان صلح ورسیلز میں پہونچ گئے ہیں اور انہیں اس ہوٹل میں ٹھہرایا گیا ہے جسمیں اس سے پیشتر جرمنوں کا وفد صلح ٹھہرا تھا - ترکی وفد کے رئیس توفیق پاشا اور اراکین رشید بے - فلاح الدین بے جلال پاشا اور جرنیل محمد مختار بے

ہندوستان کی خبریں

حضور شہزادہ ویلز کی تشریف آوری

شملہ ۵- مئی کوارٹر ماسٹر جنرل افواج ہند ان فوجی صدر مقامات کے افسران اعلیٰ مقرر کیے گئے ہیں - جن کے ماتحت حضور شہزادہ ویلز کی تشریف آوری کے متعلق فوجی انتظامات ہونگے - اس معاملہ کے متعلق تمام خط و کتابت کوارٹر ماسٹر جنرل افواج ہند (صیغہ دورہ شہزادہ ویلز) کے پتے پر ہونی چاہیئے

ایک یورپین افسر پر خیانت مجرمانہ کا مقدمہ

۴- مئی کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ علی پور کلکتہ کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا ہے - جسمیں مسٹر بریوں سپرنٹنڈنٹ اسٹور (کلکتہ) الکٹریکل سپلائی کارپوریشن اس جرم میں ماخوذ ہے کہ اس نے پانچ سو تانبے کی قیمت فروخت کے متعلق خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کیا *

دہلی میں آتشزدگی

دہلی ۶- مئی - گذشتہ ۲۴ گھنٹہ میں دہلی میں تین جگہ آگ لگنے کی خبر آئی ہے سب سے ہولناک بازار کھاری باولی تھا - جہاں ادویہ اور رنگوں کا ایک بڑا گودام جل کر خاک ہو گیا - فائر بریگیڈ اور پولیس نے کوشش کر کے آگ کو وہیں دبا دیا - جہاں سے شروع ہوئی تھی - مگر پھر بھی نقصان کا اندازہ ایک لاکھ کے قریب کیا جاتا ہے

کلکتہ میں مہتروں کی ہڑتال

کلکتہ ۲- مئی - کلکتہ میونسپلٹی کے شمالی رقبہ کے اٹھارہ سو قلیوں اور مہتروں نے ہڑتال کر دی ہے - وہ ترقی تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں *

ریلوے ہڑتال کی تازہ ترین کیفیت

۴- مئی کی شام کو انٹرلاکنگ کے ۱۲۰۰ کے قریب آدمیوں نے کام بند کر دیا - ۵- مئی کی صبح کو بقیہ ملازمین شنٹ نے بھی ہڑتال کر دی - ۱۲ بجے پورٹروں نے ہڑتال کی - اور ان کے ساتھ افسران کی ریزرو گاڑیوں کے چپراسی بھی کام چھوڑ بیٹھے - شنٹ کے تمام آدمیوں اور کیبن والوں کے کام چھوڑ دینے کے باعث افسران مجبور ہوئے ہیں کہ وہ تا اطلاع ثانی مسافر اور مال گاڑیوں کی روانگی لاہور ریلوے اسٹیشن سے بند کر دیں - صرف ڈاک گاڑیاں چلا کرینگی - ۶- مئی کو آڈٹ آفس اور لاہور اسٹیشن کا شاف بھی ہڑتالیوں سے مل گیا - آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کے گیارہ سو کارکنوں کا ریلوے سٹیشن سے

جلوس کو گھٹا کر ڈرائیوروں، شنٹروں، ٹرین کلرکوں، سب کلرکوں اور دوسروں کی تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)